ہیلتھ انشورنس اور اس کے متبادلات: ایک علمی و تحقیقی جائزہ

A Research Overview of Health Insurance & its Alternatives

ڈاکٹر محمد طاہر[I]　　ڈاکٹر اظاہر خان[II]　　ڈاکٹر سعید الرحمٰن[III]

Abstract

Insurance refers to a mean of protection from financial loss. This concept developed when there happened a huge loss to human being or their property. Actually it was introduced to share the loss and risks of the community. Afterwards it took the shape of trade and was utilized for commercial purposes. Nowadays it is functional with different names such as Insurances of life, Health or Medical Insurance, Auto or Vehicle Insurance, Property Insurance, Burial Insurance, Income Protection Insurance, Liability Insurance, Casualty Insurance etc. Health insurance is used as an alternative health care coverage i.e it covers the whole or a part of the risk of a person incurring medical expenses. The article in hand presents a scholarly study of Health Insurance in the light of Islamic Sharī'ah.

Key Words: Insurance, Health Insurance, Islamic Sharī'ah

تمہید

ہر انسان کی یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ اپنی کمائی سے کچھ بچت کرے تاکہ مستقبل میں پیش آمدہ ضروریات میں کام آسکے اور درپیش حادثات اور ممکنہ نقصانات کی تلافی یا ازالہ ہوسکے۔ تحفظ یا ضمانت کے اسی سوچ نے بیمہ یا انشورنس کو جنم دیا جو خطرات سے پیشگی بچاؤ کی ایک تدبیر یا خطرے کے انتظام کی ایک شکل ہے۔ بیمہ کو انگریزی میں Insurance اور عربی میں تامین کہتے ہیں، جس کے معنی یقین دہانی کے ہیں۔

I　ایسوسی ایٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

II　ایسوسی ایٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

III　اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

اصطلاحی معنوں میں جدید دور میں بیمہ فریقین کے درمیان ایک معاہدے کا نام ہے، جس میں ایک فریق (کمپنی) دوسرے فریق (بیمہ کے خواہش مند) کے ایک نامعلوم نقصان کے واقع ہونے پر ایک مقررہ رقم ادا کرنے کا ذمہ لیتا ہے اور اس کے بدلے دوسرا فریق ایک مقررہ رقم اقساط (پریمیئم) کی شکل میں اس وقت تک ادا کرنے کا عہد کرتا ہے جب تک کہ وہ نامعلوم نقصان واقع نہ ہو جائے۔ یہ نامعلوم نقصان انسانی موت، مال کے اتلاف، آگ یا حادثات کی شکل میں ظاہر ہو سکتا ہے[1]۔

انشورنس ایک اہم اور وسیع موضوع ہے، جس کی کئی اقسام ہیں ان سب کا احاطہ یہاں پر نہیں ہو سکتا۔ یہاں پر اس کی ایک خاص قسم (ہیلتھ انشورنس) کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ انشورنس پر اگرچہ بہت تحقیقی کام ہوا ہے۔ مگر اس خاص قسم (ہیلتھ انشورنس) پر اسی نہج پر کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا ہے۔ طریقہ کار یہ اختیار کیا گیا ہے کہ پہلے بیمہ کا تعارف اور اس کی اقسام بیان کیے گئے ہیں۔ پھر ہیلتھ انشورنس کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے، جس میں اس کا تعارف، شرعی حکم، اس کے جواز و عدم جواز کے دلائل اور اس کے متبادلات شامل ہیں۔ آخر میں خلاصہ بحث کے عنوان کے تحت اس مضمون کا نچوڑ بیان کیا ہے۔

بیمہ کی مختلف اقسام

بیمہ یا انشورنس کی بنیادی اقسام درج ذیل ہیں:

1. تامین الحیاۃ یا زندگی و جان کا بیمہ (Life Insurance)
2. تامین الاشیاء یا بیمہ املاک (Goods Insurance/ Property Insurance)[2]
3. تامین المسوئلیت یا بیمہ ذمہ داری (Liability Insurance/ Third Party Insurance)[3]

علاوہ ازیں اس کی درج ذیل دیگر صورتیں بھی رائج ہیں، جو دراصل مذکورہ بالا اقسام کی ذیلی شکلیں قرار دی جا سکتی ہیں۔

- ✓ بیمہ معذوری (Disability Insurance)
- ✓ بیمہ برائے مال برداری[4] (Marine Insurance)
- ✓ اعضاء کا بیمہ (Organs Insurance)
- ✓ قیمتی کاغذات اور اسناد کا بیمہ
- ✓ آتشزدگی اور آسمانی بجلی کا بیمہ (Fire & Lightning Insurance)

✓ بیمۂ صحت یا صحت کا بیمہ (Health/ Medical Insurance)

اس کے علاوہ بیمہ کو دو اہم اقسام یعنی بیمۂ زندگی اور عام بیمہ میں بھی منقسم کیا جاتا ہے جیسا کہ درج ذیل تصویر سے واضح ہے:

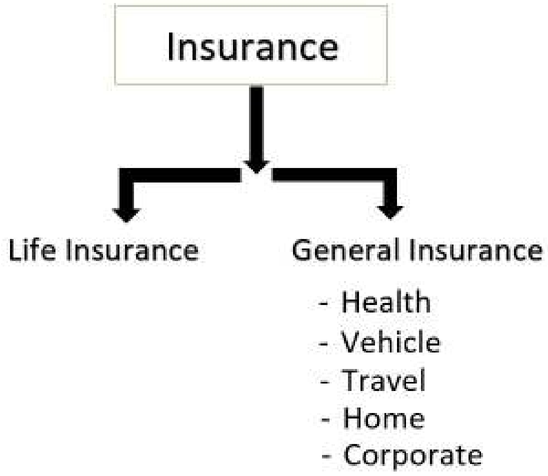

بیمۂ صحت (ہیلتھ انشورنس) کا تعارف

بیمۂ صحت جس کو ہیلتھ یا میڈیکل انشورنس بھی کہتے ہیں، کا طریقہ کار یہ ہے کہ ایک شخص یا فرد اس مقصد سے کہ اسے جان، مال، یا صحت کا خطرہ درپیش ہے، اس کی تلافی کے لیے کسی فرد، کمپنی یا لوگوں کے ساتھ اس قسم کا معاہدہ کرتا ہے کہ وہ شخص یک مشت یا قسط وار معین مدت میں ایک معین رقم فرد یا کمپنی کو ادا کرے، اور اس مدت مخصوص میں اسے جان، مال، صحت یا جس کا بھی بیمہ مقصود ہے وہ خطرہ پیش آگیا تو وہ فرد یا کمپنی ایک متعینہ رقم جو جمع کردہ رقم سے کئی گنا زائد ہوتی ہے، اس شخص کو ادا کرنے کی ذمہ دار ہوگی۔ اگر معلوم مدت میں وہ خطرہ پیش نہیں آیا تو وہ جمع کردہ رقم فرد یا کمپنی کی ہوگی، اور وہ شخص اس رقم کو واپس نہیں لے سکے گا یا بیمہ کرانے والا شخص، وہ مخصوص رقم پوری جمع نہیں کر سکا، تو ایک دو قسطیں جو وہ جمع کر چکا ہے وہ رقم بھی فرد یا کمپنی کی ہو جائے گی اور جمع کرنے والے کو واپس نہیں ملے گی اور نہ وہ متعینہ رقم کو پانے کا مستحق ہوگا (اگرچہ اسے حادثہ پیش آجائے)۔ بیمۂ صحت میں دراصل بیماری کی صورت میں طبّی نگہداشت اور علاج معالجے کی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

بیمۂ صحت (ہیلتھ انشورنس) کا شرعی حکم

بیمۂ صحت (ہیلتھ انشورنس) کے شرعی حکم کے متعلق معاصر علماء کرام کی آراء مختلف ہیں، بعض معاصرین اس کو جائز قرار دیتے ہیں، جبکہ بعض اس کو قمار اور ربٰوا کہتے ہیں۔ ذیل میں ہر ایک کے دلائل اور ان پر تبصرہ پیش کیا جاتا ہے۔

بیمۂ صحت (ہیلتھ انشورنس) کے جواز کے دلائل

مجوزین کے دلائل یہ ہیں:

1. بیمۂ صحت (ہیلتھ انشورنس) کی صورت بھی باہمی تعاون کی ایک قسم ہے، لہٰذا مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے اس کو امداد باہمی تعاون کی بنیاد پر بیمہ کی جائز صورت لکھی ہے[5]۔ ان کا مستدل یہ آیت کریمہ ہے:

وَتَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلْبِرِّ وَٱلتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلْإِثْمِ وَٱلْعُدْوَانِ[6]

"نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم و زیادتی میں تعاون نہ کرو۔"

نیز مجوزین اہلِ علم درج ذیل احادیث سے بھی بیمۂ صحت (ہیلتھ انشورنس) کے جواز پر استدلال کرتے ہیں:

2. إن المؤمن للمؤمن كالبنيان يشدبعضه بعضا[7]

"مسلمانوں کی مثال ایک بنیاد کی طرح ہے جو ایک دوسرے کے لیے قوت کے باعث بنتے ہیں۔"

3. قال رسول الله«مثلالمؤمنين في توادهم،وتراحمهم،وتعاطفهم مثل الجسد إذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسهروالحمى[8]

"آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی مثال آپس کی محبت، رحم اور شفقت میں ایک جسم کی طرح ہے جب جسم کے کسی اندام کو تکلیف ہو تو باقی جسم بھی اس کی وجہ سے بے آرام رہتا ہے۔"

4. والله في عون العبد ما كان العبد في عون أخيه[9]

"اللہ تعالیٰ بندہ کی مدد کرتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔

5. ومن فرج عن مسلم كربة، فرج الله عنه بها كربة من كرب يوم القيامة[10]

"جس نے اپنے بھائی کی کوئی تکلیف دور کی اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ قیامت کی تکلیف اس سے دور فرمائے گا۔"

جو اہلِ علم جواز کے قائل ہیں وہ ضرورت کے تقاضے سے جواز کا فتویٰ صادر کرتے ہیں، اسلامی تعلیمات کی رُو سے اس کا متبادل تلاش کرنا ضروری ہے، جس کی صورتوں میں سے ایک یہ ہے کہ «إن في المال لحقا سوى الزكاة[11]» کے

اصول پر حکومت کی طرف سے خوشحال طبقے سے علاج ٹیکس وصول کیا جائے۔ دوسری صورت میں ٹیکس کی موجودہ شرح میں ضرورت کے تقاضے سے نظر ثانی کرکے اس کے ایک حصے کو علاج کے لیے خاص کر دیا جائے، اس کے ساتھ ہی سرکاری اور نجی میڈکل انشورنس کمپنی اسکیموں کو وسعت دے کر حسبِ حیثیت قسطوں میں تفاوت رکھتے ہوئے اس کے دائرہ کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے کی کوشش کی جائے۔

بیمۂ صحت (ہیلتھ انشورنس) کے عدم جواز کے دلائل

بیمۂ صحت (ہیلتھ انشورنس) کے عدم جواز کے قائل اہلِ علم اس کو درج ذیل دلائل کی بناء پر ناجائز سمجھتے ہیں۔

1. اس میں غررِ کثیر پایا جاتا ہے، اس طور پر کہ بیمہ (پیشگی میں) امکانی بیماری پر ہو رہا ہوتا ہے جو مستقبل میں پیش آسکتی ہے، جب کہ بیماری کا پیش آنا غیر یقینی وموہوم ہے، اور اگر بیماری پیش نہ آئے تو اس کی جمع شدہ رقم بلاعوض چلی جائے گی اور معاملات میں غررِ کثیر ناجائز ہے۔ حدیثِ نبوی میں اس سے منع فرمایا گیا ہے:

«نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ، وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ[12]

"رسول اللہ ﷺ نے بیع حصاۃ (کنکریوں) کے ذریعہ خرید و فروخت کرنے اور دھوکہ والی بیع سے منع فرمایا ہے۔"

علامہ ابن تیمیہؒ کے مطابق معاملات میں غرر اور ربٰو یہ دونوں چیزیں ظلم ہے، اور ظلم حرام ہے، اور کسی بھی معاملہ میں فریقین میں سے ایک کو غرر لاحق ہو تو وہ معاملہ ناجائز ہوگا[13]۔

نیز فرماتے ہیں:

"ان عوضی وتقابلی چیزوں میں اصل یہ ہے کہ دونوں جانب برابری ہو، اگر ان میں سے کسی میں غرر یا ربا شامل ہے تو یہ ظلم ہے اور اللہ نے ان دونوں چیزوں کو حرام قرار دیا ہے، جس نے اپنے اوپر ظلم حرام کیا ہے اور اپنے بندوں پر بھی حرام کیا ہے، اگر متعاقدین میں سے ایک قیمت کا مالک ہو جائے اور دوسرے کو غرر لاحق ہو تو معاملہ درست نہیں ہوگا[14]۔"

غررِ کثیر کے عدم جواز پر علماء کرام کا اتفاق ہے، بلکہ یہ ایک فقہی قاعدہ بن گیا ہے کہ غرر کثیر سے معاملات نادرست قرار پاتے ہیں۔ کہتے ہیں؛

الغررالکثیر یفسدالعقوددون یسیرہ[15]

"غرر کثیر سے معاملات فاسد ہو جاتے ہیں الّا یہ کہ وہ معمولی ہو۔"

علامہ سید شریف جرجانیؒ غرر کثیر کی تعریف یوں کرتے ہیں:

الغرر: ما يكون مجهول العاقبة لا يدرى أيكون أم لا[16]

"غرر اس چیز کو کہتے ہیں جس کا نتیجہ مجہول ہو، اس کا وجود و عدم وجود معلوم نہ ہو سکے۔"

2. بیمۂ صحت (ہیلتھ انشورنس) اس لیے ناجائز ہے کہ یہ خطر ہے۔ خطر و مخاطرہ اس کو کہتے ہیں کہ فریقین کے مابین یہ طے کیا گیا ہو کہ کسی ایک فریق کے لیے نفع کی شرط ایسی چیز پر ہو جس کا وجود و عدم وجود موہوم ہو۔

3. بیمۂ صحت (ہیلتھ انشورنس) اس لیے بھی ناجائز ہے کہ بیمار نہ ہونے کی صورت میں جمع شدہ رقم کو کمپنی کی طرف سے واپس نہ دینے کی شرط رکھی جاتی ہے، جب کہ معاملات میں ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ فقہاء کرام نے تجارت کے اندر معاملہ طے نہ ہونے پر بیعانہ کی جو رقم ہوتی ہے اس کی عدم واپسی کو ناجائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ فلسطین کے مفتی اعظم سید سابقؒ فرماتے ہیں:

"بیع عربون کا طریقہ ہے کہ کہ کوئی چیز خریدے اور بائع کو کچھ قیمت ادا کرے، اگر بیع ہو جائے تو وہ قیمت میں شمار کر لیا جائے اور اگر بیع نہ ہو تو اس کو بائع لے لے گا، اس طور پر کہ وہ مشتری کی جانب سے ہبہ ہے، جمہور فقہاء کا اس بیع کے عدم صحت پر اتفاق ہے[17]، ابن ماجہ کی روایت کے مطابق رسولِ اکرم ﷺ نے بیع عربون سے منع فرمایا ہے[18]۔"

ہیلتھ یا میڈیکل انشورنس کمپنی کا رقم واپس نہ کرنا ظلم ہے اور دوسرے کا مال ظلماً کھانا حرام ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَأْكُلُواْ أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ[19]

"اے ایمان والو! نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق۔"

4. بیمۂ صحت (ہیلتھ انشورنس) کے عدم جواز کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ بیمہ کی یہ قسم میسر (جوا) ہے، جو نص قرآنی کی رو سے حرام اور ناجائز ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ آمَنُوٓاْ إِنَّمَا ٱلْخَمْرُ وَٱلْمَيْسِرُ وَٱلْأَنصَابُ وَٱلْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ ٱلشَّيْطَانِ فَٱجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ[20]

"اے ایمان والوں یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت اور پانسے سب گندے کام ہیں شیطان کے سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ

اس کی تفسیر میں علامہ ابن قیم جوزیؒ فرماتے ہیں:

"اس میں ہر وہ مال شامل ہے جو باطل طریقہ سے کھایا جائے[21]۔"

5. بیمۂ صحت (ہیلتھ انشورنس) میں جمع شدہ رقم سے زائد رقم سے علاج و معالجہ کیا جاتا ہے، جب کہ جمع شدہ رقم کی حیثیت قرض کی ہے اور قرض سے منافع حاصل کرنا ناجائز ہے، ایک روایت میں ہے:

كل قرض جرمنفعة فهو ربا[22]

"ہر وہ قرض جس سے کوئی فائدہ حاصل ہو وہ سود ہے۔"

دوسری روایت میں ہے:

"تم میں سے کوئی کسی کو قرض دے اور لینے والا اسے کوئی ہدیہ و تحائف پیش کرے تو اس کو مت قبول کرو یا اسے اپنی سواری پر سوار کرے تو وہ اس میں سوار نہ ہو، الاّیہ کہ پہلے سے ہی ان کے درمیان اس طرح کا معمول رہا ہو[23]۔"

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

"اگر مقروض قرض خواہ کو باعتبار وزن قرض سے زائد واپس دے تو اگر اتنی زیادتی ہے جو دو وزنوں میں ہوا کرتی ہے اس طور پر کہ وہ ایک میزان میں ظاہر ہو اور دوسری میں زیادتی ظاہر نہ ہو تو جائز ہے، اور ایک دو درہم کی مقدار سے زیادہ ہے وہ درست نہیں ہے[24]۔"

بیمۂ صحت (ہیلتھ انشورنس) کی خدمات فراہم کرنے والی کمپنیاں مریض کی جمع شدہ رقم سے جو زائد پیسہ اس کے علاج میں صرف کرتی ہیں وہ ربا و سود ہے، دوسری چیز یہ ہے کہ صحت بیمہ کرانے والے بہت سے افراد بیمار نہیں ہوتے اور ان کی رقم ضبط ہو جاتی ہے، تو ان کا علاج دوسروں کی ناجائز طور پر ضبط شدہ رقم سے کیا جاتا ہے اور یہ ناجائز ہے، نیز آج کل بہت زیادہ شرح فیصد پر سودی قرض دینے کا عام رواج ہے، تجار اور بڑی تجارت پیشہ کمپنیاں سودی قرض لیتی ہیں تو قوی امکان ہے کہ یہ کمپنیاں بھی سودی قرض دیتی ہوں گی اور سود کے ذریعہ حاصل ہونے والی زائد رقم اس کے علاج میں خرچ کی جاتی ہوں گی، تو سود کا استعمال اور وہ بھی اپنی رقم پر ملنے والا سود درست نہیں ہے، کیونکہ دورِ حاضر میں باہمی تعاون وانسانی ہمدردی کے جذبات عموماً مفقود ہیں لہٰذا یہ امر بعید از امکان ہے کہ کوئی دوسرے کا علاج اپنی محنت کی کمائی سے کرے۔

قانونی عذر کی وجہ سے بیمۂ صحت (ہیلتھ انشورنس) کا حکم

جن ممالک میں بیمۂ صحت (ہیلتھ انشورنس) وہاں کے شہریوں یا وہاں جانے والوں کے لیے لازمی قرار دیا گیا ہے ان میں میڈیکل انشورنس کرانا اضطراری حالت یا فقہی قاعدہ "الضرورات تبيح المحظورات[25]" کے تحت آسکتا ہے، لیکن واضح رہے کہ بعض اہل علم اس کو اضطراری اور ضرورت کی حالت میں بھی جواز کے قائل نہیں، وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ اضطراری حالت میں اس کو جائز قرار دینے کا قیاس صحیح نہیں ہے، چنانچہ مفتی حبیب الرحمن فیضی اپنے ایک

استفتاء کے جواب میں لکھتے ہیں:

"مجوزین بیمہ کا یہ کہنا کہ اضطراری حالت میں جائز ہے تو یہ قیاس صحیح نہیں ہے، کیونہ خنزیر اور میتۃ میں اضطرار کا ذکر موجود ہے اور سود کے بیان میں حالت اضطرار کا قرآن کریم میں کوئی ذکر نہیں ہے اور جو اشیاء محرمات میں سے ہیں، حالتِ اضطراری میں قدر قلیل بطور قوت لا یموت رکھی گئی ہیں، سود میں ہر گز یہ صورت جائز نہیں، نیز یہ کہ اشیاء محرمہ جو حالت اضطراری میں جائز ہیں ان کی مقدار نہایت قلیل ہے تو سود جب بحالت اضطرار بالفرض جائز بھی ہو تو اس کی مقدار بھی نہایت قلیل ہو گئی، حالانکہ یہ عرفاً ممکن نہیں ہے، اس لئے بیمہ کرانا جائز نہیں ہے[26]۔"

فقہی قاعدہ "الضرورات تبیح المحظورات" کے تحت بیمہ کو جائز قرار دینے کے متعلق مفتی صاحب فرماتے ہیں:

"واضح ہو کہ یہ اصول اشیاء غیر منصوصہ میں اگر چل سکتا ہے تو اشیاء منصوصہ میں ہر گز جائز نہ ہو گا، اگر اسی طرح ضرورت کی بناپر ناجائز کو جائز قرار دیا جاتا ہے تو کوئی چیز ناجائز باقی نہیں رہے گی خواہ وہ منصوص ہو یا غیر منصوص[27]۔"

لہٰذا اس ملک کے مسلم شہریوں کو جس میں وہاں کے شہریوں کے لئے میڈیکل انشورنس کرانالازم کر دیا گیا ہے ، اس قانون کے خلاف اعتدال اور مثبت انداز میں آواز اٹھانی چاہئے، یا کم از کم مسلمانوں سے اس طرح کے قانون کی پابندی کرانے کو ختم کرانے کی کوشش کرنی چاہئے، لیکن اس کے باوجود اگر نجات کی کوئی راہ نظر نہ آئے تو قانونی مجبوری کے تحت حکومت کے حکم کی خلاف ورزی سے بچتے ہوئے "میڈیکل انشورنس" کرا سکتا ہے اور اس وقت یہاں "اختیار أهون الضررين[28]" کا قاعدہ جاری ہو سکتا ہے۔ البتہ بیمار پڑ جائیں تو احوط یہ ہے کہ بیمۂ صحت میں فراہم کی جانے والی سہولت (سود) سے اجتناب کریں، لیکن اگر اس سہولت سے مستفید ہونے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ علاج کے لیے نظر نہ آئے تو پھر اس سے مستفید ہوا جا سکتا ہے۔

بیمۂ صحت (ہیلتھ انشورنس) کے حوالے سے متبادل

بیمۂ صحت (ہیلتھ انشورنس) کے انفرادی و اجتماعی زندگی میں کچھ فوائد ضرور ہیں، لیکن اس میں غرر کثیر، قمار اور خطر پایا جاتا ہے جس کی بنا پر یہ جائز نہیں ہے، شریعت اسلامی عالمگیر شریعت ہے، اس میں زندگی کے تمام مسائل کا حل موجود ہے ، شریعت کے اصول مد نظر رکھ کر بیمۂ صحت (ہیلتھ انشورنس) کے متبادل ایسی شکلیں ممکن ہیں، جن کو اپنانے سے ہر شخص کو علاج کرانا آسان ہو گا، اس کے متعلق چند صورتیں پیش خدمت ہیں:

1. زکوٰۃ و نفلی صدقات سے علاج

بیماروں کو زکوٰۃ کی رقم دی جائے، تاکہ وہ اپنا علاج کرا سکیں، اور اگر زکوٰۃ کی رقم علاج کے لیے کافی نہ ہو تو شریعت نے ثروت والوں پر زکوٰۃ کے علاوہ بھی رقم واجب کی ہے، چنانچہ حدیث میں ہے:

"زکوۃ کے علاوہ مالداروں کے مال میں فقراء کا حق ہے[29]۔"

یعنی اگر ضرورت کے وقت ان کا یہ حق نہ دیا جائے تو سرمایہ داران کا حق روکنے کے مجرم اور ان پر زیادتی کرنے کے مرتکب ہیں۔

علامہ سید سابقؒ فرماتے ہیں:

"محترم انسان کو ہلاک اور ضائع ہونے سے بچانا ہر اس شخص کے لیے ضروری ہے جو اس کی قدرت رکھتا ہو، اور جو اس سے بڑھ کر ہے تو اس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے[30]۔"

2. اجتماعی مضاربت

اجتماعی مضاربت کی صورت یہ ہے کہ چند افراد باہم مل کر ایک کمیٹی تشکیل دیں اور اس کے جو ارکان رہیں وہ ہر ماہ میں معین رقم اس میں جمع کرتے رہیں اور مضاربت کے اصول کے مطابق اس جمع شدہ رقم سے تجارت کی جائے یا کوئی ایسی کمپنی جو اصول مضاربت کی بنیادوں پر تجارت کرتی ہو اس کے حصص خرید لیے جائیں اور جب کوئی رکن بیمار ہو تو اسکی جمع شدہ رقم سے اس کا علاج کرا دیا جائے، اور اگر بیمار نہ ہو تو اس کے سرمایہ کے فیصد کے حساب سے منافع اسے دے دیا جائے، اور اگر کوئی شخص اس کمیٹی سے الگ ہونا چاہے تو اس کی رقم منافع کے ساتھ واپس کر دی جائے۔ بیمہ کمپنیاں بھی شرکت اور مضاربت کے انہیں اصول پر اپنا سرمایہ لگا سکتی ہیں۔

3. مروجہ بیمہ کاری میں اصلاحات

اجتماعی مضاربت کے علاوہ بیمہ کمپنیوں کی ایک اصلاح بھی ہو سکتی ہے کہ جو شخص دو یا تین اقساط جمع کروانے کے بعد باقی قسطیں کسی وجہ سے جمع نہ کر سکے تو اس کی رقم ضبط کرنے کی بجائے اسے واپس کر دی جائے، البتہ اس سے اخراجات لیے جا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی بیمہ ہولڈر ایک قسط ادا کرنے کے بعد کسی مرحلہ پر وفات پا جائے تو معاہدہ کے مطابق کمپنی پوری رقم مرنے والے کے شرعی وارثوں کو ادا کرنے کی پابند ہو گی جیسا کہ آج کل ہے۔

4. تعاونی بیمہ

تعاونی بیمہ کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ چند افراد مل کر قسط وار ایک مقررہ رقم آپس میں جمع کریں اور شرکاء میں سے جو بیمار ہو اس کی جمع کردہ رقم اس کے علاج معالجے میں صرف کر دی جائے اور بیمار نہ ہونے کی صورت میں حسب مطالبہ اس کی رقم واپس کی جائے۔

خلاصہ بحث

بیمۂ صحت (ہیلتھ انشورنس) اگر اسلامی اصول و ضوابط کے مطابق ہو اور اس میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو تو اس کے اختیار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن آج کل مروجہ انشورنس کی اکثر اقسام ایسی خصوصیات یا شرائط پر مبنی ہیں جن کی ممانعت و حرمت منصوص ہے، لٰہذا بیمہ کی ناجائز صورتوں سے حتی الامکان احتراز کرنا چاہیے، اِلّا یہ کہ کوئی اشد ضرورت در پیش ہو۔ نیز اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بیمۂ صحت (ہیلتھ انشورنس) کا متبادل تلاش کرنا بھی ضروری ہے۔ علاوہ ازیں بطور مسلمان ہمیں تمام جائز احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ پر ہمارا کامل توکل ہونا چاہیے، کیونکہ انسان کی کوئی بھی تدبیر قضاء و قدر کو بدل نہیں سکتی۔ کسی کے پاس انشورنس کی پالیسی ہونے سے مستقبل کے واقعات و حوادث پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

حواشی و حوالہ جات

1 دانش گاہ پنجاب، اردو دائرہ معارف اسلامیہ (لاہور: 1392ھ) مقالہ: علم معاشیات 14: 456

2 گھر، کاروبار، جائیداد، کار یا دیگر اثاثوں کے نقصان کی تلافی کے لیے۔

3 مثال کے طور پر بچوں کی تعلیم اور شادی بیاہ کی ذمہ داری جس کے لیے بعض انشورنس کمپنیاں بچوں کی تعلیم کے منصوبے اور میرج پلان کے نام سے بیمہ کے منصوبے پیش کرتے ہیں۔

4 بیمہ برائے مال برداری کی مزید اقسام میں درآمدی بیمہ، برآمدی بیمہ اور اندرون ملک برداری بیمہ شامل ہیں۔

5 لدھیانوی، محمد یوسف، آپ کے مسائل اور ان کا حل (کراچی: مکتبہ لدھیانوی، بنوری ٹاؤن، 1999ء)6: 258

6 سورۃ المائدۃ 5: 20

7 البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ) حدیث (481)

8 امام مسلم، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم (بیروت: دار احیاء التراث العربی (س-ن)) حدیث (2586)

9 صحیح مسلم، حدیث (2699)

10 صحیح مسلم، حدیث (2580)

11 الترمذی، محمد بن عیسی، جامع الترمذی (بیروت: دار الغرب الاسلامی، 1998ء) 2: 61، حدیث (659)

12 صحیح مسلم، حدیث (1513)

13 الحرانی، ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، الفتاوی الکبریٰ (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1987ء) 29: 107

14 نفس مصدر

15 ندوی، دکتور علی احمد، جمہرۃ القواعد الفقہیۃ (لبنان: دار الفکر، (س-ن) 1: 370

16 الجرجانی، علی بن محمد، التعریفات (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1983ء) باب العین: 161

17 سید سابق، فقہ السنۃ (بیروت: دالکتب العربی، 1977ء) 3: 140

18 القزوینی، ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجۃ (بیروت: ، دار احیاء التراث العربی (س-ن) حدیث (2192)

19 سورۃ النساء 4: 29

20 سورۃ المائدۃ 5: 90

21 الجوزیہ، ابن قیم، محمد بن ابی بکر، اعلام الموقعین عن رب العالمین (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1991ء) 1: 191

22 العبسی، ابو بکر بن ابی شیبہ، مصنف ابن ابی شیبۃ (ریاض: مکتبہ الرشد، 1409ھ) حدیث (20690)

23 سنن ابن ماجہ، حدیث (2432)

24 الشامی، ابن عابدین، رد المحتار (بیروت: دار العلم، 1421ھ) 4: 174

25 السبکی، تاج الدین، محمد بن عبد الوھاب، الاشباہ (لبنان: دار الکتب العلمیۃ، 1991ء) ص: 45

26 مجلۃ اللسان، اکتوبر 1977ء

27 نفس مصدر

28 الغزی، محمد صدقی بن احمد، موسوعہ القواعد الفقہیۃ (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2003ء) 2: 361

29 سنن الترمذی، حدیث (659)

30 فقہ السنہ 1: 368